ڈاکٹر عاصمہ رانی ، اسسٹنٹ پروفیسر، صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور
ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو ، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور
حمنہ حمید، ایم ایس اردو ، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی، بہاول پور
Dr.Aasma Rani, Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur.
Dr.Aqsa Naseem Sindhu, Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Sadiq College Women University, Bahawalpur.
Mrs.Hamnna Hameed, MS Urdu, Govt Sadiq College Women University,Bahawalpur.

علامہ کے اردو کلام میں تذکرۃ اولیا

MENTIONING OF AOULIA IN ALLAMA'S URDU POETRY

Abstract:
Allama Iqbal had great devotion for sufis. His father also sat in the fraternity of religious priests and was a sufi natured man. In Allama 's kalam Aoulia karaams are mentioned. Due to great affection with Moulana Rome, Allama considered him as his spiritual mentor. Allama declared Junaid Baghdadi ana Bayazid Bastami a glimpse of Allah 's beauty. Before going to Europe Allama paid his presence at Hazrat Nizam u din Aoulia ' s enshrined tomb. Mansoor Halaj is considered to be a revealer of divine mysteries. The real facts of death are clarified by Hazrat Abul Hasan Kharkani's perspective in Allama's kalam.

Key Words: *Devotion For Sufis, Spiritual Mentor, Revealer Of Mysteries, Facts Of Death, Glimpse Of Allah 'S Beautu.*

اللہ کو دوست بنانے والے کہاں پھرتے ہیں؟ کہاں کے بسنے والے ہیں؟ اللہ اُن کو دوست کیوں بنالیتا ہے؟ اور یہ دوستی کیونکر نبھائی جاتی ہے؟ ان سوالات کے جواب اولیا کرام کی ایک ’ ہُو‘ میں پوشیدہ ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ جو ایک درویش کامل کی مثل تاریخ میں رقم ہیں، کئی نقطہ ہائے دقیق علامہؒ نے عیاں کئے ہیں وہ سید میر حسن کی درویشی کو اپنے نقطہ داں ہونے کی دلیل تصور کرتے ہیں۔

علامہؒ کا صوفیا کرام اور بزرگان دین سے والہانہ لگاو کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ عطیہ فیضی اپنی تصنیف ''اقبال'' میں بتاتی ہیں کہ علامہؒ کے والد گرامی نے کسی درویش کے ساتھ تنہائی میں کچھ ماہ گزارے، اس سے انھیں جو فیض حاصل ہوا وہ انھوں نے اپنے بیٹے اقبالؒ کو سونپا۔ (۱)

ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم بیان کرتے ہیں:

> ''اقبالؒ کے والد بھی صاحب دل صوفی تھے اور اقبالؒ اپنے باپ کے مرید بھی تھے اور ایک صوفیانہ سلسلے میں بیعت کا بھی انھوں نے ذکر کیا ہے۔ اقبالؒ کو زندگی کے متعلق ہر اہم سوال کا جواب عارف رومی ہی سے ملتا ہے اور وہ مثنوی کو ''ہست قرآن در زبان پہلوی'' سمجھتے ہیں'' (۲)

علامہؒ کے ایک دیرینہ دوست فقیر نجم الدین نے ایک مرتبہ علامہؒ کو بتایا کہ ایک درویش آج کل علی ہجویریؒ کی درگاہ پر قیام کئے ہوئے ہیں وہاں چل کر اس سے کچھ پوچھتے ہیں علامہ رضا مند ہو گئے مگر اگلے روز جب فقیر نجم الدین علامہؒ کو ہمراہ لے جانے کے لیے آئے تو علامہؒ حیرانی کی کیفیت میں بیٹھے تھے سوال کرنے پر علامہؒ نے فرمایا کہ وہ درویش صبح خود میرے پاس آگیا اور میرے سوال کا جواب رومی کے شعر کی صورت میں دیا جب کہ علامہؒ نے ابھی تک درویش سے سوال کیا ہی نا تھا۔ (۳)

علامہؒ کی زندگی سے اولیاللہ کی محبت اور عقیدت سے کئی واقعات بیان کئے جاسکتے ہیں۔ علامہؒ نے اپنے کلام میں کئی جگہ اولیا کرام کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت خضرؑ:

چشمہ ء آب حیات سے پیاس بجھانے والے حضرت خضرؑ کو عمر جاوداں عطا ہوئی۔ اور قیامت تک وہ راہ بھٹکنے والے انسانوں کو راہ • دکھاتے رہیں گے۔ ان کے متعلق مختلف آرا ہیں ایک رائے کے مطابق وہ پیغمبر تھے اور دوسرے رائے یہ ہے کہ اللہ کے نہایت عبادت گزار ولی تھے جن کو عبادت وریافت کے عوض یہ مرتبہ عطا کیا گیا۔ قرآن میں حضرت خضرؑ کا نام لے کر تذکرہ موجود نہیں مگر مفسرین کے مطابق حضرت موسیٰؑ کے ساتھ جو رفیق سفر تھے وہ حضرت خضرؑ تھے۔

شاعر اور خضر کے مابین ایک مکالماتی نظم "خضرِ راہ" کے عنوان کے تحت بانگ درا میں موجود ہے جس میں شاعر حضرت سے مخاطب ہیں:

ے "کشتیِ مسکین ، و جان پا کو دیوار یتیم
علم موسیٰؑ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش"
(بانگ درا۔ ص ۱۹۶)

شاعر کے سوالات کے خضر مفصل جواب دیتے ہیں جس میں زندگی کی حقیقت اور کاروبار دنیا کی گتھیوں کو سلجھا کر سامنے رکھ دیتے ہیں:

ے "اس سراب رنگ وبو کو گلستان سمجھا ہے تو
آہ اے ناداں! قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو"
(بانگ درا۔ ص ۲۰۱)

علامہ خضر سے ایک روحانی ملاقات کا حال بھی بتاتے ہیں:

ے "کل ساحل دریا یہ کہا مجھ سے خضر نے
تو ڈھونڈ رہا ہے سما فرنگ کا تریاق
ایک نقطہ میرے پاس ہے شمشیر کی مانند
برندہ و صیقل زدہ روشن وبراق
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق" (ضرب کلیم۔ ص ۳۹)

موت زندگی کا روشن رُخ بھی ہے اس کو علامہ عشق کرنے والوں کی چاہت بتاتے ہیں:

ے "تلخابہ ءِ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایہ نہ خضر نے مے ءِ عمر دراز میں" (بانگ درا۔ ص ۱۵۰)

ے "وہی اصل مکاں و لامکاں ہے
مکاں کیا شے ہے اندازِ بیاں ہے
خضر کیونکر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے" (بال جبریل۔ ص ۷۰)

ے "ہمالہ کے چشمے ابلتے ہیں کب تلک

خضر سوچتا ہے وُلر کے کنارے"　　(ارمغانِ حجاز۔ ص ۱۸۲)

ے "کنارے دریا خضر نے مجھ سے کہا باانداز محرمانہ

سکندری ہو قلندری ہو یہ سب طریقے ہیں ساحرانہ" (ارمغانِ حجاز۔ ص ۱۸۴)

مولانارومؒ:

"علامہ اقبالؒ کے مرشد روحانی مولانا رومیؒ تھے۔ مُولانا جلال الدین رومی بلخ میں ستمبر ۱۲۰۷ء میں پیدا ہوئے "(۴)

منگولوں کے بڑھتے قدموں کو دیکھ کر مولانارومؒ کے والد نے ہجرت کی اور ہزاروں کوس کا فاصلہ طے کر کے قونیہ پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ مولانارومؒ کا خاندان قونیہ پہنچنے سے قبل جب نیشاپور میں قیام کے لیے رُکے تو نیشاپور کے مشہور صوفی شاعر فرید الدین عطار نے ننھے رومی کو گود میں بٹھا کر یہ پیشن گوئی کی یہ بچہ دنیا میں نامور ہو گا۔علامہ اقبالؒ اور مولانارومؒ کے شاعری کے مضامین میں نہایت یکسانیت پائی جاتی ہے دونوں خودی کو انسانی کاملیت کی بنیاد تصور کرتے ہیں عقل و عشق کا فلسفہ بھی ہم آہنگ ہے۔مولاناؒ کی علمی تصنیفات میں دیوان شمس تبریز، مثنوی اور رباعیات شامل ہیں۔مولانا کی وفات ۱۷دسمبر ۱۲۷۳ء کو ہوئی۔(۵)

علامہ نے مرشدِ روحانی سے جو درس لیے وہ مسلمان نوجوانوں کو بھی دیتے ہیں:

ے "صحبت پیرِ روم سے مجھ پہ ہوا یہ راز فاش

لاکھ حکیم سر بجیب ایک کلیم سر بکف" (بال جبریل۔ ص ۳۳)

ے "نے مہرہ باقی نے مہرہ بازی

جیتا ہے رومی ہارا ہے رازی" (بال جبریل، ص ۵۸)

ے "اس عصر کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام

کہتے ہیں چراغ رہِ احرار ہے رومی" (بال جبرل۔ ص ۱۲۷)

علامہ نغمہءِ رومی کو خرد کا رہبر قرار دیتے ہیں:

ے "گستہ تار ہے تیری خودی کا تار اب تک

کہ تو ہے نغمہءِ رومی سے بے نیاز اب تک" (ضرب کلیم۔ ص ۱۰۲)

ؔ"علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے تیرا
تیری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں" (بال جبریل ۔ ص ۲۳)

ؔ"نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
رہی آب و گلِ ایراں وہی تبریز ہے ساقی" (بال جبریل ۔ ص ۱۰)

"بال جبریل میں 'مرید ہندی' اور 'پیر رومی' کے درمیان مسائل تصوف سوال اور جواب کی صورت میں سلجھائے گئے ہیں"۔

منصور حلاجؒ:

منصور حلاج جذب کی ایسی حد میں داخل ہو گئے کہ اناء الحق کا نعرہ لگا دیا۔ حضرت شبلیؒ جو منصور حلاج کے ہم عصر بزرگ تھے۔ انھوں نے فرمایا:

" مجھ میں اور حسین بن منصورؒ میں صرف اتنا سا فرق ہے کہ انھیں لوگوں نے دانشور تصور کر کے ہلاک کر دیا اور مجھے دیوانہ سمجھ کر چھوڑ دیا"(۶)

آپ کے نام کے ساتھ حلاج لگنے ک ی"وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک" دفعہ آپؒ روئی ک ے ایک بہت بڑے ذخیرے کے قریب سے گزرے اور روئی کو دیکھ کر کچھ اشارہ کیا تو تمام روئی خود بخود دھنک گئی۔ آپؒ کا پورا نام ابو المغیث الحسین بن منصور حلاج تھا۔ آپ کے اناء الحق کے نعرے اور فرمودات کی بدولت خلیفہ ءِ وقت نے آپ کے قتل کرنے کا حکم صادر کیا اور اس سلسلے میں اس قت کے علماء سے باقاعدہ آپ کے قتل کا فتویٰ لیا گیا۔ علامہ کے نزدیک حلاج جیسی ہستیاں ہی اسرارِ خودی اور خدائی فاش کرتی ہیں:

ؔ"رقابت علم و عرفاں میں غلط بینی ہے منبر کی
کہ وہ حلاج کی سولی کو سمجھا ہے رقیب اپنا" (بال جبریل ۔ ص ۱۹)

ؔ"حلاج کی یہ روایت ہے کہ آخر
اک مرد قلندر نے کیا راز خودی فاش" (ضرب کلیم ۔ ص ۹۸)

ؔ"منصور کو ہوا لبِ گویا پیامِ موت اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی" (بانگ درا ۔ ص ۷۲)

بایزید بسطامیؒ:

"حضرت جنید بغدادی کا قول ہے : حضرت بایزید کو اولیاء میں وہی اعزاز
حاصل ہے جو حضرت جبرائیلؑ کو ملائکہ میں حاصل ہے "(۷)

عبادت و ریاضت میں اس حد تک مستغرق رہتے تھے کہ اپنے گھر کے تمام سوراخ بند کر دیتے تھے کہ کہیں آوازوں سے اُن کی عبادت میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ بایزید بسطامی ہی وہ بزرگ ہستی ہیں جو تمام رات پانی لے کر والدہ کے لیے کھڑے رہے۔ علامہ کا کہنا ہے کسی نے نبی کریم ﷺ کے جمال کی ایک جھلک دیکھنی ہو تو جنید بغدادیؒ اور بایزید بسطامی کی ہستیوں کو دیکھئے۔

ے" شوکتِ سنجر و سلیم " تیرے جلال کی نمود "
" فقرِ جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب" (بال "جبریل" ۔ ص ۹۴)

مجدد الف ثانیؒ:

ے" تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند
اب مناسب ہے تیرا فیض ہو عام اے ساقی "

یہ شعر علامہ نے جس ہستی کے متعلّق ارشاد فرمایا تھا وہ ہستی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ہے۔ آپؒ کا نام احمد الفاروقی السرہندی تھا۔ آپؒ ۲۶ جون ۱۵۶۴ء کو سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی تربیت کرنے والی ہستی حضرت خواجہ باقی باللہ نے کی۔ آپؒ کے دور میں جس لادینی کے فتنے نے سر اٹھایا تھا آپؒ نے اس کے خلاف ڈٹ کر کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو قرآن و حدیث کے مطابق زندہ رہنے کی تعلیم دی۔(۸)

آپؒ نے ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء کو سرہند میں وفات پائی۔ علامہؒ کا ایک شکوہ آج کے پیرزادوں سے یہ ہے کہ وہ خانقاہیں تو سجائے بیٹھے ہیں، لیکن رہنمائی کے اوصاف سے مبّرا ہیں:

ے" حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
وہ ہند میں سرمایہ ء ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار " (بال جبریل۔ ص ۱۳۵)

"مجدد الف ثانیؒ کے جہانگیر کے دربار میں حاضر ہونے کو علامہؒ یوں بیان کرتے ہیں":

؎"گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار" (بال جبریل۔ ص ۱۳۵)

حضرت معین الدین چشتی:

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے متعلق ""اکثر سوانح نگاروں نے یہ لکھاہے کہ "حضرتؒ کو" خود نبی کریمؐ نے خواب میں فرمایا تھا" کہ ہندوستان میں قیام فرمائیں۔"حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ۵۴۳ھ میں سیستان میں پیدا ہوئے۔ اور ۶۳۳ھ میں اجمیر شریف ہندوستان میں وفات پائی۔ محض ۱۵ سال کی عمر میں والد کی وفات ہوئی۔ ترکے میں ایک پن چکی اور باغ ملا اسی باغ کی دیکھ بھال کرتے تھے۔کچھ عرصے بعد والدہ بھی راہ عدم کی مسافر ہوئیں تو غم واندوہ کی کیفیت ایسی طاری ہوئی جس نے جانے کا نام ہی نہ لیا۔ ایک مرتبہ ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزیؒ باغ میں آنکلے۔ میزبان نے پھلوں سے مجذوب کی تواضع کی جاتے ہوئے وہ حضرت معین الدین چشتیؒ کے منہ میں کچھ رکھ گئے جس کے بعد خواجہ صاحبؒ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ غم واندوہ جاتارہااور باغ فروخت کرکے رقم اللہ کی راہ میں دی اور حق کی راہ پر نکل کھڑے ہوئے۔اور آخر کئی علاقوں سے ہوئے ہندوستان میں آکر اپنا قیام فرمایا"۔(۹)

علامہؒ نے ہندوستان کی سرزمین کو نہایت اعلی خیال کیا کہ جس پر حضرت معین الدین چشتیؒ جیسی ہستیاں مخلوق خدا کی رہنمائی کے لیے وارد ہوئیں۔

؎"چشتیؒ نے جس زمین پر پیغام حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا" (بانگ درا۔ ص ۶۰)

سلطان سنجر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا مرید تھا۔علامہؒ امت مسلمہ کے حالات پر بے چین ہیں تو وہ حضرت معین الدین چشتیؒ کے حضور جا پہنچتے ہیں:

؎"دل بے تاب جا پہنچا دیار پیر سنجر میں
میسر ہے جہاں درماں دردِ ناشکیبائی" (بانگ درا۔ ص ۱۱۶)

حضرت نظام الدین اولیاؒ:

حضرت سید علی بخاریؒ اور بی بی زلیخا کے ہاں بدایوں میں پندرہ سال بعد ۶۳۶ھ میں بیٹے کی پیدائش ہوئی، جس کا نام والدین نے محمد رکھا۔اُن کے یہ بیٹے محمد نظام الدین اولیاءؒ کے نام سے محبوب الٰہی کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

والد کم سنی میں وفات پاگئے۔ والدہ نے سوت کات کر دو بچوں کی پرورش کی۔ جس دن گھر میں فاقہ ہوتا اور حضرت نظام الدین اولیاءؒ کچھ کھانے کو مانگتے تو والدہ فرماتی کہ "آج ہم سب اللہ کے مہمان ہیں"، یہ سن کر آپ خاموش ہو جاتے۔ آپؒ حضرت فرید الدین گنج شکر کے مرید ہوئے تو آپؒ کو ولایت ہند عطا ہوئی۔[۱۰]

علامہ سفر یورپ سے پہلے دہلی تشریف لے گئے اور "حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مزار پر حاضری دی"۔ جاوید اقبال اس حاضری کے متعلق لکھتے ہیں:

"اقبال تنہائی میں تربت کے سرہانے بیٹھ کر اپنی نظم "التجائے سفر" پڑھی ان کی درخواست پر سب احباب صحن میں کھڑے رہے۔

بعد میں دوستوں کے اصرار پر وہی نظم صحن میں بیٹھ کر مزار کی طرف منہ کرکے دوبارہ پڑھی"[۱۱]

ے"تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا" (بانگ درا۔ ص ٦٦)

حضرت عبدالرحمان جامیؒ:

مولانا عبدالرحمان جامیؒ (متوفی - ۸۹۸ھ) کا تخلص جامی تھا۔ مولانا جامیؒ ہرات (افغانستان) میں دفن ہیں[۱۲]۔ عشق رسول ﷺ آپؒ کی زندگی کا خلاصہ ہے۔ علامہؒ خود عشق رسول ﷺ سے لبریز تھے۔ اسی بدولت وہ مولانا جامیؒ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ علامہؒ فرماتے ہیں:

ے"سینے میں اگر نہ ہو دل گرم
رہ جاتی ہے زندگی میں خامی
نایاب نہیں متاعِ گفتار
صد انوری و ہزار جامی" (ضرب کلیم۔ ص ۷۵)

حضرت فرید الدین عطارؒ:

"محمد بن ابی بکر ابراہیم کنیت ابو حامد یا ابو طالب، لقب فرید الدین تخلّص عطار ہے۔ مشہور ترین نام فرید الدین عطار ہے۔ آپ نیشاپور کے مضافات میں ۵۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۲۷ھ میں ایک تاتاری سپاہی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا"[۱۳]

آپؒ کے درویش بننے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک بڑے دواخانہ چلاتے تھے ایک مرتبہ دواخانہ کے باہر فقیر نے آپؒ کو صدا لگائی جب فقیر نے دیکھا آپؒ اس کی صدا پر توجہ نہیں دے رہے تو اس نے کہا دنیا میں اتنے غرق ہو جان کیسے دو گے۔ آپؒ نے بے زاری سے کہا جیسے تم جان دو گے۔ فقیر نے یہ سُن کر کہا اچھا میری طرح جان دو گے۔ یہ کہہ کر وہ کشکول سر کے نیچے رکھ کر لیٹ گیا کلمہ پڑھا اور وفات پا گیا۔ اس واقعے نے حضرت فرید الدین عطارؒ کی ہستی ہی بدل ڈالی۔ دواخانہ فروخت کر کے درویشی کا چولا پہن لیا۔(۱۴)

آپؒ کی تصانیف نظم و نثر دونوں پر مشتمل ہے۔ آپؒ کی مشہور کتاب میں تذکرۃ الاولیا، منطق الطیر، مصیبت نامہ، الٰہی نامہ، شرح القلب، اسرار نامہ، پند نامہ، خُسرو و گل شامل ہیں۔ علامہؒ کے نزدیک آپؒ مقام ذکر میں نہایت کمال رکھنے والی شخصیت ہیں۔

ؔ"مقام ذکر کمالات رومی و عطار
مقام فکر مقالات بو علی سینا" (ضرب کلیم۔ ص ۲۲)

حضرت اویس قرنیؓ:

"جنگ اُحد میں جب نبی کریم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہونے کی اطلاع حضرت اویس قرنی کو ملی تو آپؓ مکہ سے کوسوں میل کے فاصلے پر یمن میں موجود تھے تو آپؓ نے اپنے تمام دانت توڑ ڈالے کہ معلوم نہیں آپ ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہے"۔

"آپؓ جلیل القدر تابعین اور چالیس پیشواؤں میں سے ہوئے ہیں۔ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے اویس احسان مہربانی کے اعتبار سے بہترین تابعین میں سے ہیں"۔(۱۵)

"آپؓ نبی کریم ﷺ کی جناب میں اپنی بزرگ والدہ کی خدمت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے۔ علامہؒ اپنی نظم "بلال" میں حضرت بلالؓ سے فرماتے ہیں:

ؔ"تجھے نظارے کا مثِل کلیم سودا تھا
اویس طاقتِ دیدار کو ترستا تھا"

حضرت جنید بغدادیؒ:

حضرت جنید بغدادیؒ بغداد میں ۲۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔(حضرت جنید بغدادی، ص۱۸) حضرت سری سقطیؒ جو آپ کے مرشد اور ماموں تھے ایک مرتبہ حضرت سقطیؒ سے کسی نے پوچھا کہ کیا مرید کا رتبہ مرشد سے بلند ہو سکتا ہے؟ تو آپ نے کہا ہاں اور کہا کہ جنید کا رتبہ مجھ سے بلند ہے۔[۱۶]

علامہؒ جو بزرگان دین سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ وہ مسلمانوں کو فقر جنید کے دائرے میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

ؔ"عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں
شکوہِ سنجر و فقر جنید ؒ و بسطامی" (بال جبریل۔ ص ۵۹)

ؔ"وگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم
دلِ جنید و نگاہ غزالی و رازی" (ارمغان حجاز۔ ص ۱۸۳)

حضرت ابوالحسن خرقانیؒ:

سومنات پر حملے سے قبل سلطان محمود غزنویؒ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی خدمت میں پیش ہوا تو تبرک کے طور پر ان کا کرتا لیا۔ جب سومنات کسی طور فتح ہوتا نظر نہ آیا اور شکست کے آثار نظر آنے لگے تو سلطان محمودؒ نے آپؒ کا کرتا ہاتھ میں لے کر اس کرتے کے صدقے فتح کی دعا مانگی۔ دعا قبول ہوئی اور سلطان کو فتح حاصل ہوئی۔ اس رات کو محمود غزنویؒ خواب میں حضرت ابوالحسنؒ کو دیکھا۔ آپؒ نے فرمایا کہ اے محمود تونے میرے پیراہن کے صدقے اتنی معمولی چیز کے لیے دعا مانگی اگر تو دنیا سے کافروں اور کفر کے خاتمے کی مانگتا تو وہ ضرور قبول ہوتی۔[۱۷]

آپؒ کی تاریخ وفات کتب میں ۴۲۶ھ لکھی گئی ہے۔[۱۸]

حضرت ابوالحسن خرقانی کے نزدیک موت ایک بقا کی کیفیت تھی اور اسی نقطے کو علامہؒ بیان کرتے ہیں:

ؔ"یہ نکتہ میں نے سیکھا ابوالحسن سے
کہ جاں مرتی نہیں مرگِ بدن سے
چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہوا پنی کرن سے" (بال جبریل۔ ص ۷۱)

حوالہ جات

۱۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، ''زندہ رود''، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹیڈ، لاہور، ۱۹۸۵، ص ۸۷

۲۔ خلیفہ عبدالحکیم، ڈاکٹر، ''فکر اقبال''، سیون سکائی پبلیشنز، لاہور، ۲۰۱۵، ص ۲۳۳

۳۔ ایضا، ص ۲۴۹

۴۔ بشیر احمد، میاں، ''مولانا رومی اور اقبال''، رسالہ ماہ نو، اقبال نمبر، ۱۸۷۷، جلد نمبر ۳۰، شمارہ نمبر ۵، ص ۱۱۸

۵۔ ایضا، ص ۱۲۱

۶۔ فرید الدین عطار، حضرت شیخ، ''تذکرۃ الاولیا، صبح نور پبلیکیشنز، ۲۰۲۱، صفحہ ۳۰۹

۷۔ ایضا، ص ۱۰۷

۸۔ پروگرام صبح نور، ۹۲ نیوز، لاہور، ۱۳ نومبر، ۲۰۱۷

۹۔ وحید احمد مسعود، ''سوانح خواجہ معین الدین چشتی''، سلمان اکیڈمی، کراچی، ۱۹۶۱، ص ۸۱

۱۰۔ محمد اسلم لودھی، ''نور الہی کے پروانے''، حق پبلیشنز، سن ندارد، ص ۱۳۸ تا ۱۴۳

۱۱۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، ''زندہ رود''، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹیڈ، لاہور، ۱۹۸۵، ص ۱۲۹

۱۲۔ محمد ریاض، ڈاکٹر، ''اقبال اور فارسی شعرا''، اقبال اکاڈمی پاکستان، ۱۹۷۷، ص ۱۷۱

۱۳۔ فرید الدین عطار، حضرت شیخ، ''تذکرۃ الاولیا''، صفحہ ۷

۱۴۔ ایضا، ص ۸

۱۵۔ ایضا، ص ۱۵

۱۶۔ مرزا صفدر بیگ، مولانا حکیم، ''حضرت جنید بغدادی''، دعا پبلیشر، ۲۰۰۳، ص ۳۰

۱۷۔ فرید الدین عطار، حضرت شیخ، ''تذکرۃ الاولیا''، صفحہ ۳۵۱